مولانا محمد عبداللہ (احمد پور شرقیہ)

بارگاہِ الٰہی میں حاضری کے آداب

حافظوا علی الصلوۃ والصلوۃ الوسطی وقوموا للہ قنتین۔ (القرآن)

ترجمہ: سب نمازوں کی پابندی کیا کریں اور (خاص طور پر) درمیانی نماز کی، اور اللہ کے سامنے باادب کھڑے ہوا کریں۔

ایک شخص اپنے ساتھ کچھ رقم لے کر گھر سے باہر نکلتا ہے۔ کوئی جیب تراش یا راہزن گھات میں لگا رہتا ہے۔ جہاں اسے موقعہ ملتا ہے، ہاتھ کی صفائی دکھا کر اپنا مقصد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ گھر سے نماز اداء کرنے کے لئے نکلے ہیں تو آپ کہاں جا رہے ہیں؟ آپ کا رخ مسجد کی طرف ہے اور یہ مساجد اللہ رب العزت کے دربار ہیں۔ شاہی دربار میں پہنچ کر بندہ اپنے ربّ کے حضور پیش ہوتا ہے۔

فَاِنَّ المُصَلّیِ یُنَا جِی رَبَّہ (بخاری شریف)

احکم الحاکمین کی حمد و ثناء کے نغمے زبان پر لاتا ہے۔ اس کی عظمت و کبریائی کے بیان کے ساتھ اس کی تسبیح و تقدیس کرتا ہے۔ کبھی دست بستہ اس کے سامنے کھڑا ہوتا ہے، کبھی جھک کر آداب شاہی بجا لاتا ہے اور کبھی جبین نیاز زمین پر ٹیک کر اپنی بندگی کا اعتراف کرتا ہے۔ بندہ اور کرہی کیا سکتا ہے؟ بس یہی دو چار مرتبہ کی اٹھک بیٹھک ہے، جس سے وہ اپنے عجز و نیاز کا اظہار کرتا ہے اور پھر باادب گھٹنے ٹیک کر بیٹھتا ہے اور یوں عرض گزار ہوتا ہے۔ مولا! میری کیا بساط ہے کہ بندگی کا حق ادا کر سکوں؟ بس، تمام قولی، بدنی اور مالی عبادتیں، تیری ہی نذر ہیں، میں تیرا ہی پرستار اور تیرے محبوب کا نام لیوا ہوں۔

ہمینم بس کہ داند ماہرویم
کہ من نیز از خریداران اُویم

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں کہ "نماز میں بندہ تکبیر تحریمہ کہتے وقت دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھا کر گویا اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ اے اللہ! میں ہر دو عالم سے دست بردار ہو کر تیری بارگاہ میں حاضر ہو رہا ہوں۔ اور جب اخیر میں سلام پھیرتا ہے تو گویا وہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ کسی اور دنیا سے واپس اس دنیا میں آگیا ہے۔"

بہر حال جو بندہ اس طرح کے جذبات کے ساتھ نماز اداء کر کے مسجد سے باہر آتا ہے تو شہنشاہ مطلق کی طرف سے ایک تو اسے خطاؤں کی بخشش کا پروانہ ملتا ہے، دوسرا ربّ کی خوشنودی اور حسنات و درجات کی ترقی کا۔

کیا آپ نے کبھی یہ سوچا ہے کہ آپ مسجد کی طرف روانہ ہوتے ہیں تو آپ کا ازلی دشمن شیطان آپ کے ہمراہ ہولیتا ہے۔ اس کی پہلی کوشش تو یہ ہوتی ہے کہ آپ راستے ہی سے واپس آجائیں۔ اگر آپ اندر داخل ہو کر "رکوع کرنے والوں" کے گروہ میں شامل ہو جاتے ہیں تو پھر وہ دوسرے حربوں سے کام لیتا ہے۔ ایک ایک رکن میں رخنہ اندازی کی سعی کرتا ہے۔ جماعت میں کہیں خلل (درمیان میں خالی جگہ) دیکھتا ہے تو وہاں سے گھس کر نمازیوں کے اتحاد اور محبت کو پامال کرتا ہے، کبھی قرأت میں مغالطہ ڈال دیتا ہے،

کبھی رکعتوں کی تعداد بھلوا دیتا ہے، کبھی وسوسے ڈال کر دلجمعی اور یکسوئی کو ختم کر دیتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ شیطانی مشینری کا وہ کارندہ جو لوگوں کی نمازیں "خنزب" کرنے پر تعینات ہے۔ حدیث شریف میں اس کا نام حنزب بتایا گیا ہے۔ بہر حال وہ ظالم جس نے بہشت سے نکلتے وقت یہ کہا تھا۔

(اے اللہ!) میں بھی گھات لگا کر تیری سیدھی راہ میں بیٹھ جاؤں گا۔ پھر (ان کو گمراہ کرنے کے لئے) ان کے آگے سے آؤں گا، پیچھے سے آؤں گا۔ دائیں طرف سے آؤں گا، بائیں طرف سے آؤں گا۔"

وہ پوری کوشش میں لگا رہتا ہے کہ آدم علیہ السلام کا بیٹا بامراد اور کامیاب واپس نہ جائے۔ نماز کے ثمرات میں سے اسے کچھ حاصل نہ ہو۔ چنانچہ تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام پھیرنے تک ہر مرحلے میں اس کی دسیسہ کاریوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

اس لئے میں اپنے ملی بھائیوں کی خدمت میں عرض گزار ہوں کہ آپ اپنی نمازیں درست کیجئے۔ اگر آپ اللہ کی بارگاہ میں حاضری کے آداب جانتے ہیں، تو ان پر عمل کیجئے، نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھ کر کتابیں پڑھ کر معلوم کیجئے۔ اگر آپ نماز کے ساتھ دین کے دوسرے احکام پر بھی عمل پیرا ہیں، تو بڑی خوشی کی بات ہے، ورنہ یہ خیال نہ کیجئے کہ اور تو کچھ ہوتا نہیں، اس نماز پڑھنے کا کیا فائدہ؟ یہ انداز فکر بجائے خود ایک شیطانی چکر ہے۔ آپ اس سے بچ کر رہیے۔ آپ اللہ کے حضور پیش ہو کر دیکھئے، آپ کی ادائیں مالک کو پسند آ گئیں تو وہ بار بار آپ کو شرف باریابی سے سرفراز فرمائیں گے۔

نماز کے مسائل یوں تو بہت زیادہ ہیں اور ان پر بڑی بڑی کتابیں لکھی ہوئی ہیں۔ آج کی فرصت میں ہم تین مسائل کا ذکر کرتے ہیں، جن سے عوام تو بجائے خود رہے، بہت سے خواص بھی بے خبر یا غافل ہیں۔

پہلا مسئلہ:

یہ آغاز نماز سے تعلق رکھتا ہے۔ جب آدمی نماز شروع کرتا ہے تو تکبیر تحریمہ (یعنی اللہ اکبر) کہتا ہے۔ یہ تکبیر کہنا نماز کا پہلا رکن اور فرض ہے اور بحالت قیام اس کا ادا کرنا ضروری ہے یعنی کھڑے کھڑے یا کم از کم رکوع تک پہنچنے سے پہلے ختم کر لے۔ یہ جو عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک شخص مسجد میں آتا

ہے، آگے جماعت ہو رہی ہے، امام رکوع میں ہے وہ شخص رکوع میں جاتے جاتے تکبیر تحریمہ کہہ لیتا ہے، اگر اس کی تکبیر رکوع میں پہنچ کر ختم ہوئی، تو اس کی نماز نہ ہوئی۔ امداد الفتاویٰ میں ہے۔

"تکبیر تحریمہ میں قیام فرض ہے..... یہ جو عادت ہے کہ اللہ اکبر کے ساتھ اول ہی سے رکوع میں پہنچ جاتے ہیں، ان لوگوں کی نماز نہیں ہوتی۔"

صحیح طریقہ یہ ہے کہ صف میں کھڑا ہو کر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہے۔ پھر ہاتھ باندھ لے۔ دوبارہ تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے۔ تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھ لینا اور رکوع میں جانے کے لئے تکبیر کہنا فرض تو نہیں ہے بلکہ یہ دونوں کام سنت ہیں، صرف تکبیر تحریمہ کھڑے کھڑے کہنا فرض ہے۔ لیکن نماز کی تکمیل یوں ہی ہوتی ہے کہ سنتوں پر بھی عمل کیا جائے۔ زیادہ تفصیل کتب فقہ میں ہے۔ وھذا القدر کاف ھھنا

دوسرا مسئلہ:

نماز میں رکوع سے اٹھ کر کھڑا ہونے کو "قومہ" کہا جاتا ہے اور پہلے سجدہ سے اٹھ کر بیٹھنے کو "جلسہ" کہتے ہیں۔ اول تو بہت سے لوگ رکوع سجود ہی صحیح طرح سے ادا نہیں کرتے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ لوگوں میں بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز میں سے چوری کر لیتا ہے۔ صحابہؓ نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ! نماز میں کیسے چوری کر لیتا ہے۔ فرمایا: وہ رکوع، سجود پورا نہیں کرتا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۸۳)

تعدیل ارکان یعنی رکوع سجود کو اچھی طرح اطمینان سے ادا کرنا واجب ہے اور بعض ائمہ دین نے اسے فرض کہا ہے پھر بہت سے آدمی اگر رکوع سجود، صحیح طرح سے ادا کر بھی لیتے ہیں تو قومہ اور جلسہ میں بڑی غفلت سے کام لیتے ہیں۔ رکوع سے ذرا سا سر اٹھایا، سیدھے نہیں ہوتے کہ سجدے میں چلے گئے اور سجدے سے تھوڑا سا سر اٹھایا اور پھر سجدے میں چلے گئے۔ حدیث شریف میں اس طرح کرنے کو نقر الدیک یعنی مرغ کی طرح ٹھونگے مارنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

ظاہر ہے ایسی نماز کو عبادت تو نہیں کہا جا سکتا۔ پھر لذت خدا شناسی کہاں سے میسر آئے؟ ایسی ہی نماز کے بارے میں اقبال مرحوم نے کہا ہے:

تیرا امام بے حضور، تیری نماز بے سرور
ایسے امام سے گزر، ایسی نماز سے گزر

قومہ اور جلسہ کو بہت سے فقہا نے واجب قرار دیا ہے جیسا کہ "فتح القدیر" اور "شامی" میں ہے۔

اکابر دیوبند میں سے حضرت مفتی کفایت اللہ اور بریلوی علماء میں سے صاحب "بہار شریعت" نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

الغرض رکوع سے اٹھ کر اطمینان کے ساتھ سیدھا کھڑا ہونا اور پہلے سجدے سے اٹھ کر اطمینان کے ساتھ بیٹھنا بہت ضروری ہے۔ ورنہ تو نماز ناقص رہ جاتی ہے۔

احادیث میں قومہ اور جلسہ کے دوران پڑھنے کے لئے مختلف دعائیں منقول ہیں، ہوسکے تو نوافل میں یہ دعائیں بھی پڑھی جائیں۔

تیسرا مسئلہ:

نماز سے فارغ ہونے کے لئے آدمی دونوں طرف سلام پھیرتا ہے، لیکن بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ "السلام علیک" میں کس پر سلام کرنے کی نیت ہونی چاہیے۔ "درمختار اور شامی" میں لکھا ہے کہ لوگوں کے طرز عمل سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی منسوخ شریعت کا مسئلہ ہے کیونکہ جید علماء کے علاوہ نہ کسی کو یہ مسئلہ معلوم ہے نہ اس پر عمل کرتا ہے۔ مسئلہ کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

ا۔ اگر آدمی تنہا نماز پڑھ رہا ہو تو دائیں بائیں فرشتگان کی نیت کرے۔

ب۔ اگر امام ہو تو پہلے دائیں طرف کے مقتدیان اور دو فرشتوں کی نیت کرے۔ اسی طرح پھر بائیں طرف کے سلام میں نیت کرے اور جو مقتدی اس کے پیچھے برابر میں ہو اس کو دونوں مرتبہ شامل کرے۔

ج۔ اگر مقتدی ہو تو پہلے دائیں طرف کے نمازیوں اور ان کے ساتھ فرشتوں کی نیت کرے، پھر بائیں طرف کے، امام اس سے جس طرف کھڑا ہو۔ اس میں اسے شامل کرے۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے نماز کی پابندی کرے گا نماز اس کے لئے نور (سچے مسلمان ہونے کا) ثبوت اور قبر حشر میں نجات کا باعث ہوگی اور جو ایسا نہیں کرے گا۔ نماز اس کے لئے نہ نور ہوگی، نہ برہان، نہ نجات کا سامان۔ وہ قارون، فرعون، ھامان اور ابی بن خلف (جیسے بدبختوں) کے ساتھ اٹھایا جائیگا۔

آنحضرت ﷺ نے یہ چار نام جو لئے ہیں، تو محدثین نے ان کی تخصیص کی عجیب وجہ بیان فرمائی ہے وہ یہ کہ انسان کے لئے یاد خداوندی سے غفلت کا باعث چار چیزیں ہو سکتی ہیں۔

ا۔ تخت اور کرسی اقتدار کا گھمنڈ، جیسے کہ فرعون اس کا شکار تھا۔

۲۔ مال و دولت کی فراوانی اور یہ سمجھنا کہ میں نے یہ سب کچھ اپنی عقل مندی اور دانائی سے جمع کیا ہے، جیسا کہ قارون سمجھتا تھا۔ وہ بے حساب دولت کا مالک تھا اور کہتا تھا: انما اوتیتہ علی علم عندی۔

۳۔ دفتری کام کاج اور منصبی فرائض۔ جیسا کہ ھامان، فرعون کے ایک کارندہ کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔

۴۔ کاروبار اور کسب معاش کی مصروفیات۔ جیسا کہ ابی بن خلف مکہ کا ایک مشہور تاجر تھا۔ اب جو شخص ان حیلوں بہانوں سے یاد خداوندی سے غفلت برتتا ہے، اسے سوچ لینا چاہیئے کہ اس کا حشر کن لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ آخرت کی زندگی کو سنوارنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان، بارگاہ الٰہی میں باقاعدگی سے حاضری دیا کرے اور اس کے طور طریقے اور آداب سیکھ کر ان کو بجالایا کرے۔

اللّٰهم وَفقنَا لِمَاتُحبَ وَتَرضیٰ وَاجعَل اٰخِرتنا خیراً مِنِ الأُولیٰ